درویش صفت اور کریم النفس تاجر

الحاج صوفی احمد دین رحمہ اللہ

محمد یسین ظفر
پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

درمیانہ قد گول چہرہ، کھلی پیشانی، سفید رنگت، چمکتی آنکھیں، شرم وحیا کے پیکر، شرافت ونجابت کا مجسمہ یہ ہیں ہمارے ممدوح جناب الحاج صوفی احمد دین رحمہ اللہ۔ جو 18 اپریل 2014 بروز جمعۃ المبارک زندگی کی 81 بہاریں دیکھ کر دار بقاء کی طرف سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی دن بعد نماز عصر بڑے قبرستان فیصل آباد میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

صوفی احمد دین انتہائی منکسر المزاج اور کریم النفس تھے۔ تمام اخلاق حمیدہ سے متصف، مہمان نواز، ہمدرد خیر خواہ، اور بہت مہربان تھے۔ کوئی اجنبی بھی آپ سے ملتا تو اس سے وہی سلوک کرتے۔ جو قریبی واقف کار یا عزیز سے کیا کرتے تھے۔ یہی بات ہے کہ لوگ دور دراز سے بلاتکلف آپ کے پاس اپنی حاجات لیکر پیش ہوتے۔ اور کمال یہ ہے کہ کبھی بھی کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی کہ ہر آنے والے کی بات غور سے سنتے اور بہترین رہنمائی دیتے۔ اگر زیادہ نہیں تو آنے جانے کا خرچہ ضرور اس کی جیب میں ڈال دیتے۔

صوفی احمد دین مرحوم کو پہلی مرتبہ 1974 میں میاں فضل حق مرحوم کے ہمراہ جامعہ سلفیہ میں دیکھا۔ اس وقت ان کی داڑھی کے آدھے سے زیادہ بال کالے تھے۔ مولانا عبیدالرحمٰن مدنی مرحوم مدیر التعلیم کے دفتر میں تھوڑی دیر ٹھہرے اور اس کے بعد جامعہ کا چکر لگایا۔ اور چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ میاں صاحب مرحوم کے ہمراہ آنے والے صوفی احمد دین صاحب ہیں۔ جو کہ جامعہ سلفیہ کے ناظم مالیات ہیں۔ اس کے بعد بھی گاہے بگاہے انہیں دیکھتا رہا۔ بسا اوقات سر پر براؤن کلر کی جناح کیپ پہنتے تھے۔ تو بالکل کسی بڑے خان صاحب کا گمان ہوتا تھا۔

آپ بہت سنجیدہ مگر ہر معاملے میں باخبر نظر آتے تھے۔ 1977 میں فراغت کے بعد جامعہ سلفیہ میں تدریسی کام کا آغاز کیا۔ اور خصوصاً مولانا ابوحفص عثمانی مرحوم کے چلے جانے کے بعد ناظم دفتر کی

ذمہ داری ادا کرنے لگا۔تو براہ راست صوفی احمد دین صاحب سے رابطہ ہوا۔ٹیلی فون پر بات ہوتی یا گول کلاتھ میں انصاف ٹیکسٹائل ملز کے دفتر میں بالمشافہ ملاقات ہوتی تھی۔جامعہ کے امور میں مشاورت کے ساتھ جامعہ سلفیہ کمیٹی کے اجلاس منعقد کرنے پر بات ہوتی۔یا میاں فضل حق مرحوم کی آمد پر ان کے ہمراہ صوفی صاحب کے ہاں جانا ہوتا۔اس طرح ان کے مزاج سے گہری آشنائی اور شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔آپ کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے احترام سے پیش آتے۔معاملات کو پوری توجہ سے سنتے اور انہیں حل کرنے میں مدد کرتے تھے۔اور خود چل کر جاتے۔جن سے ان کی دینی امور میں دلچسپی کا احساس ہوتا تھا۔

صوفی صاحب بہت جہاندیدہ تھے۔حالات سے ہمیشہ باخبر ہوتے تھے۔لیکن انکساری کا یہ عالم ہوتا کہ کبھی بھی دوسروں پر فوقیت ظاہر نہ کرتے۔خاص کر علماء کرام کا بے حد احترام کرتے۔ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے۔یہی وجہ ہے کہ تمام قابل ذکر علماء کے نیاز مند تھے۔اور ان میں سے کوئی بھی فیصل آباد آتا تو اسے اپنے گھر لے آتے۔ان میں مولانا معین الدین لکھوی، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا حافظ محمد یحییٰ میر محمدی، مولانا محمد یحییٰ شرقپوری، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا محمد یحییٰ حافظ آبادی، مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ بخاری، مولانا عبدالعزیز حنیف، مولانا عبداللہ ہزاروی، مولانا محمد ابراہیم کمیرپوری قابل ذکر ہیں۔ان کی شایان شان مہمان نوازی کرتے۔اور دعائیں لیتے تھے۔ مولانا محمد یحییٰ شرقپوری کے ساتھ تو برادرانہ تعلقات تھے۔ان کے ہاں چلے جاتے اور پورا دن قیام کرتے۔اور اکثر مولانا تشریف لاتے تو رات بھی قیام کرتے۔ان کی نیکی للّٰہیت اور زہد تقویٰ سے بے حد متاثر تھے۔اپنے بچوں کے لیے دعائیں کرواتے تھے۔یہ تعلق محض دین کی وجہ سے تھا۔یہاں کوئی دنیاوی غرض نہ تھی۔ بلکہ ایسا ہوتا کہ رات کے کھانے پر اپنے تمام عزیز و اقارب کو جمع کر لیتے اور انہیں وعظ و نصیحت کراتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ صوفی صاحب کے بیٹے بیٹیاں، بہوئیں اور داماد سب صوم وصلوۃ کے پابند ہیں۔یہ صوفی صاحب کی خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے۔جو یقیناً آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔

صوفی صاحب کے اہل خانہ بھی ان کی وجہ سے دین سے خاص شغف رکھتے ہیں۔(اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ زندگی عطا فرمائے۔امین) گھر میں خواتین کے لیے تبلیغی پروگرام منعقد

ہوتے جس میں خواتین مبلغات کو دعوت دی جاتی اور اپنی تمام بچیوں کو قرآن حکیم کو ترجمہ پڑھوایا۔

صوفی صاحب مرحوم علماء کے درس یا خطبات بڑے غور سے سنتے تھے۔اہم چیزیں زبانی یاد کر لیتے تھے۔ پھر اس کا ذکر ہر جگہ کرتے تھے۔لوگوں کو سناتے اور اسکی اہمیت سے اگاہ کرتے۔آپ نے بڑا نرم مزاج پایا تھا۔سخت بات کو پسند نہ کرتے تھے۔لوگوں کو دین کی طرف لاتے۔ مسجد میں آنے کی دعوت دیتے۔حسب حال وعظ کے لیے علماء کو مشورہ دیتے۔اکثر کہا کرتے کہ خوش خبریاں سنائیں۔ بشارتیں دیں۔دین کی آسانیاں بیان کریں۔تاکہ لوگ دین کے قریب آئیں۔اختلافی مسائل سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے تھے۔فضائل اعمال پر درس کو پسند کرتے تھے۔

صوفی صاحب بہت دور اندیش تھے۔انہیں یہ بات بخوبی معلوم ہوتی تھی کہ کون سی بات کب اور کہاں کرنی ہے۔علماء کی بہترین تقاریر پر مشتمل کیسٹیں حاصل کرتے۔اور اپنے ملنے والے خاندانوں میں تقسیم کرتے تھے۔خاص کر خواتین کو تلقین کرتے کہ وہ گھر میں یہ سنیں اسکا نتیجہ کہ بہت سی خواتین دین کے قریب ہوئیں۔ان کے عقائد ٹھیک ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ حاجی بشیر احمد مرحوم ستارہ والے ایک دفعہ فرمانے لگے (کہ صوفی باز آجا تو ساڈھے گھراں وچ سناں لایاں نے) کہ صوفی تو باز آجا کیونکہ کیسٹیں تقسیم کرکے ہمارے گھرون میں دین داری پیدا کردی ہے۔

صوفی صاحب روحانیت پر یقین رکھتے تھے۔لہذا بیماری یا کسی بھی مشکل مین وہ اہل اللہ کی طرف رجوع کرتے۔ان میں مولانا معین الدین لکھوی اور مولانا محمد یحیٰ شرقپوری شامل ہیں۔اوکاڑہ مولانا معین الدین لکھوی کے ہاں بہت آنا جانا تھا۔وہ بھی فیصل آباد آتے تو حاجی غلام محمد صاحب مرحوم کے ہاں قیام فرماتے لیکن کچھ وقت کے لیے صوفی صاحب کے ہاں بھی تشریف لاتے۔میاں فضل حق تریف لاتے رات کا قیام ہوتا تو صبح کی نماز کے بعد ذکر کرتے اور پانی پر دم کر کے دیتے تھے۔

صوفی صاحب بڑے لوگوں کے ساتھ تعلقات بنانے اور نبھانے کا فن بخوبی جانتے تھے۔لہذا فیصل آباد میں تعینات افسران اور جج حضرات کے ساتھ خوب یاد اللہ ہوتی تھی۔وہ بھی صوفی صاحب کی نیکی اور سادگی سے متاثر ہوتے تھے۔اور دل سے ان کا احترام کرتے تھے۔لوگون کے کام کے سلسلے میں ان کی سے مدد لیتے تھے۔اور افسران بھی اگر کسی کی مدد کرنا چاہتے تھے۔تو صوفی صاحب کی طرف بھیج دیتے تھے۔

بار ہا ایسا دیکھا اور یہ باہمی احترام اور تعلقات کا رشتہ ان افسران کے تبادلے کے بعد بھی جاری رہتا۔ ان میں عباس صاحب جو فیصل آباد میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ بعد میں ساہیوال چلے گئے۔ لیکن باہمی تحائف کا تبادلہ جاری رہا۔ یہ سرگودھا میں کمشنر تھے۔ جب انہیں قتل کر دیا گیا۔

صوفی صاحب معاملہ فہم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے کاروباری اختلافی معاملات میں فیصلہ ان کے پاس لے آتے۔ طرفین کی بات سن کر نہایت متوازن فیصلہ کرتے۔ دونوں فریقوں کو قائل کرتے۔ بسا اوقات خود ذمہ داری اٹھا لیتے۔ تاکہ جھگڑے کی بجائے صلح ہو جائے۔ معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتے۔ لیکن دوسروں کی عزت اور احترام میں راز افشا نہ کرتے۔۔ اور فریق ثانی کو مطمئن کر دیتے۔

صبر و تحمل تو آپ کے مزاج کا نہ جدا ہونے والا حصہ۔ بعض دفعہ سخت بات بھی ہو جاتی۔ تو برداشت کر لیتے۔ اور معاملہ کو رفع دفع کر دیتے۔ اور سنت کے مطابق جگہ تبدیل کر لیتے۔ پانی پی لیتے۔ یا دوسروں کی ناراضگی اور غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی پلاتے۔ ایک دفعہ معروف صنعتکار کے ہمراہ لاہور جاتے ہوئے ان کی ٹیکسٹائل ملز میں رکے۔ اتفاق سے مل مالک کی نظر فیکٹری کے فرش پر گئی۔ جو اکھڑی ہوئی تھی۔ وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ غصے میں ان کے ہاتھ اور ہونٹ کانپنے لگے۔ اور ملازمین کو برا بھلا کہنے لگے۔ ہم پریشان ہو گئے۔ لیکن صوفی صاحب انہیں یہ کہہ کر دفتر لے آئے۔ کہ وہاں بیٹھ کر ان کی باز پرس کرتے ہیں۔ انہیں کرسی پر بٹھایا۔ ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ اس طرح ان کا غصہ جاتا رہا۔

صوفی صاحب کی بلند ہمتی کی کئی مثالیں ہیں۔ اپنے دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کے لیے بڑے جتن کرتے تھے۔ ان کے حاجی غلام محمد صاحب مرحوم کے ساتھ بڑے ہی برادرانہ تعلقات تھے۔ وہ بھی کسی دور میں سول لائن میں مقیم تھے۔ آپس میں پیار و محبت کا رشتہ قائم تھا۔ اسی وجہ سے اپنے ایک بیٹے کی شادی حاجی غلام محمد کی صاحبزادی سے کر دی۔ مگر یہ رشتہ قائم نہ رہ سکا۔ اب ظاہر ہے یہ تعلقات بھی متاثر ہوئے۔ لیکن میں نے صوفی صاحب کو بہت بے چین پایا۔ وہ اکثر کہا کرتے کہ دیکھو اس میں میرا قصور نہیں بچے کی غلطی ہے۔ لیکن اپنی کوشش جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ حاجی غلام محمد مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ وہ صوفی صاحب کی پریشانی اور بے چینی سے بخوبی واقف تھے۔ لہٰذا انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر معاف کر دیا۔ اور صوفی صاحب کو گلے لگا لیا۔ اور دوبارہ وہی دوستانہ ماحول پیدا ہو گیا۔ صوفی

صاحب اس پر بہت خوش ہوئے۔ اور آخر وقت تک دونوں خاندانوں میں احترام کا یہ رشتہ موجود ہے۔

صوفی صاحب کا میاں فضل حق کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق تھا۔ بھائی چارہ دوستی کے ساتھ کاروباری تعلقات بھی تھا۔ صوفی صاحب میاں فضل حق کا بے حد احترام کرتے تھے۔ میاں صاحب فیصل آباد تشریف لاتے تو صوفی صاحب کے ہاں قیام ہوتا۔ اور صوفی صاحب لاہور جاتے تو 111 ملتان روڈ ضرور تشریف لے جاتے۔ دینی کاموں میں ایک دورے کے دست وبازو تھے۔ میاں صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم تھے۔ جس کی وجہ سے جماعتی کاموں میں بھی صوفی صاحب پیش پیش ہوتے۔ فنڈ مہیا کرتے۔ آپ مرکزی جمعیت کی مجلس شوریٰ اور عاملہ کے رکن تھے۔ اور تمام اہم اجتماعات میں شرکت کرتے۔

جماعتی اختلافات شدت اختیار کر گئے۔ لیکن آپ کی وفاداریاں مرکزی جمعیت کے ساتھ رہی۔ بڑے اکابر آپ کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن آپ انکار کر دیتے۔ حتیٰ کہ ایک موقع پر علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم مغفور نے بھی رابطہ فرمایا۔ لیکن آپ نہ مانے جس پر وہ خفا ہو گئے۔

آپ بلاشبہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ بہت مخلص تھے۔ اور کارکن کی حیثیت سے کا[م] کرتے۔ مختلف شہروں میں کانفرنسیں ہوتی تو فیصل آباد سے کارکنان کو سواریاں فراہم کر دیتے۔ خود بھی حاضر ہوتے تھے۔ مولانا معین الدین لکھوی قصور سے الیکشن میں حصہ لیتے۔ تو فیصل آباد سے دیگر تاجروں کے ہمراہ تعاون کرتے۔ بینرز بنا کر روانہ کرتے تھے۔

جماعتی صلح اور اتحاد میں آپ کا کردار بھی نمایاں ہے۔ حاجی بشیر احمد صاحب (انصاف والے کے ہمراہ مولانا محمد اسحاق چیمہ مرحوم کو اس بات پر راضی کیا۔ اور پھر ان کی ملاقاتیں میاں فضل حق کے ساتھ ہوئیں۔ جس کا آغاز حاجی بشیر احمد کے گھر سے ہوا۔ اور آخر کار مرکزی جمعیت متحدہ جمعیت اہل حدیث میں تبدیل ہوئی۔ اس ضمن میں ایک پرتکلف عشائیہ اپنے گھر رکھا۔ جس میں تمام اکابر علماء اور قائدین کو دعوت دی۔ اور اتحاد پر مسرت کا اظہار کیا۔ اسی طرح مرکزی جمعیت کے لیے فنڈ جمع کیا۔ اور پروفیسر ساجد میر او[ر] میاں فضل حق کو بلا کر تھیلی پیش کی۔ پروفیسر ساجد میر صاحب صوفی صاحب سے بے حد متاثر تھے۔ اور دل سے ان کی قدر کرتے تھے۔ اور براہ راست رابطے میں رہتے تھے۔ صوفی صاحب بھی گاہے بگاہے بہت اچھے مشوروں سے نوازتے تھے۔ اور جماعتی خدمات کے لیے مالی تعاون پیش کرتے۔

میاں فضل حق کی رحلت پر میاں نعیم الرحمٰن کے ساتھ وہی احترام کا رشتہ قائم رہا۔ یہ صوفی صاحب کی بلند سوچ تھی۔ کہ انہوں نے میاں نعیم الرحمٰن کو رئیس الجامعہ کے لیے نامزد کیا۔ تا کہ وہ تعلیمی اور جماعتی خدمات کا سلسلہ جاری ساری رہے۔

امام کعبہ الشیخ صالح بن عبداللہ بن حمید حفظہ اللہ کی میزبانی:

غالباً 1988 میں جامعہ سلفیہ میں دو روزہ نفاذ شریعت کانفرنس منعقد ہوئی۔ میاں فضل نے امام کعبہ کو دعوت دی۔ خادم الحرمین الشریفین ملک فہد نے بصد احترام دعوت کو قبول کیا۔ اور امام کعبہ الشیخ صالح بن عبداللہ بن حمید حفظہ اللہ کو کانفرنس میں شمولیت کے لیے بھیج دیا۔ جن کا فیصل آباد ائر پورٹ پر شایان شان استقبال کیا۔ اور ان کی رہائش کا بندوبست سرینا ہوٹل میں کیا گیا۔ لیکن امام صاحب نے صوفی احمد دین کے گھر قیام کو ترجیح دی۔ اور دو دن اور دو راتیں صوفی صاحب کی میزبانی میں رہے۔ یہ بہت بڑا اعزاز اور شرف کی بات تھی۔ اور اس کا تذکرہ صوفی صاحب ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اور امام صاحب کو بھی بہت راحت اور سکون ملا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت اچھے لفظوں میں ان کا تذکرہ کرتے تھے۔ اور جب بھی ملاقات ہوئی۔ صوفی صاحب کی خیریت دریافت کی۔ اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے اور فیصل آباد کے قیام کو یادگار قرار دیتے۔

امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل کی ضیافت!

صوفی احمد دین صاحب کو عرب مشائخ کے ساتھ خاص محبت تھی۔ خصوصاً حرمین شریفین کے ائمہ کے ہمراہ تعلقات کو سعادت سمجھتے۔ امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل متعدد بار فیصل آباد آئے۔ یہاں وہ حاجی غلام محمد مرحوم کے ہاں تشریف لے جاتے۔ تو صوفی صاحب کے بھی ضیافت میں شریک ہوئے۔ جامعہ سلفیہ میں تشریف لائے۔ میاں فضل حق اور صوفی صاحب ہمراہ تھے۔ راقم کو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ امام صاحب صوفی صاحب کی نیکی اور دینی کاموں میں ان کی دلچسپی سے بے حد متاثر ہوئے۔ اور ہمیشہ دعائیں دیتے۔ ان سے جب بھی ملاقات ہوئی۔ یا بذریعہ فون رابطہ ہوتا۔ تو صوفی صاحب کی خیریت ضرور دریافت فرماتے۔ کیف صوفی !اور تبسم فرماتے۔ چونکہ عربوں کے ہاں صوفی کے خاص معانی ہیں۔

شیخ الحدیث مسجد نبوی الشیخ عمر محمد فلاته رحمة الله علیه :

جامعہ سلفیہ کی وجہ سے متعدد عرب علماء اور مشائخ جامعہ سلفیہ تشریف لاتے۔اس موقعہ پہ صوفی احمد دین مرحوم ہی ان کے میزبان ہوتے تھے۔الشیخ عمر محمد فلاتہ جو کہ الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ کے سیکرٹری جنرل اور مسجد نبوی شریف میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔جامعہ سلفیہ تشریف لائے۔تو ان کی ضیافت کا حق ادا کیا۔وہ متعدد مرتبہ فیصل آباد آئے۔ایک مرتبہ نماز ظہر کی امامت جامع مسجد عمر سول لائن میں کی۔اور حاجی محمد سعید لاہوری کے ہاں ضیافت میں شریک ہوئے۔

ان مشائخ اور علماء کی بڑی لمبی فہرست ہے۔جن میں چند ایک درج ذیل ہیں۔الشیخ اسمٰعیل العتیق، الشیخ محمد المجذوب، الشیخ علی سلطان الحکمی، الشیخ عبد سفر الجبلی، الشیخ عطیہ الحربی، الشیخ عبد العزیز العتیق، الشیخ عبد الرحمٰن السعیدی اور موجودہ مدیر مکتب الدعوۃ الشیخ محمد بن سعد الدوسری قابل ذکر ہیں۔

حج اور عمرے:

صوفی صاحب نے یوں تو بے شمار مرتبہ بیرونی سفر کیے۔خاص کر حج اور عمرے کے لیے تو ان کے سفر شمار کرنا مشکل ہیں۔انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں نمازیں ادا کی ہیں۔وہ خود بتایا کرتے تھے۔کہ انہوں نے ساٹھ کے عشرے میں لبنان، اردن کا سفر کیا۔تو اس وقت مسجد اقصی اردن حکومت کی تحویل میں تھی۔صوفی صاحب نے بیت المقدس کا سفر کیا۔اور مسجد اقصی میں نوافل اور نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔وہاں سے حج کے لیے آئے۔اس کے بعد ہر سال یہ سعادت حاصل کرتے رہے۔آپ سال میں ایک دو مرتبہ عمرے پر بھی تشریف لے جاتے۔اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال صالحہ قبول فرمائے۔

ایک مثالی ہم سفر:

مجھے متعدد مرتبہ صوفی احمد دین صاحب کے ساتھ سعودیہ سفر کرنے کا موقعہ ملا۔آپ بڑھاپے کے باوجود رفقاء سفر کا بہت خیال کرتے۔آسانیاں پیدا کرتے۔مشکلات میں حوصلہ دیتے۔پانی اور خوراک کا اہتمام کرتے۔میرا ان کے ساتھ یادگار سفر حج ہے۔جو میں نے اپنی فیملی ممبران کے ساتھ کیا۔

آپ بھی اپنے بیٹے، بہو اور نواسی کے ساتھ تھے۔ یہ سفر بہت آرام دہ اور پرسکون تھا۔ جس میں عبادت کا مزہ آیا۔ مکہ مکرمہ میں رہائش مسفلہ فندق المدینہ میں تھی۔ جبکہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی طرف تھی۔ کھانا لانے کی ذمہ داری میری تھی۔ جبکہ اہلیہ چائے وغیرہ کا اہتمام کرتی۔ منیٰ میں قیام کے دوران حافظ خالد محمود کے اہل خانہ بڑے اہتمام سے کھانا پہنچاتے۔ چونکہ ان کے صوفی صاحب کے ساتھ اچھے مراسم تھے۔ پورے سفر میں صوفی صاحب نے ہمارا خیال رکھا۔ اور فرداً فرداً سب کی ضرورت پوچھتے۔ اور پوری کرتے تھے۔ واپسی پر بھی جدہ میں P.I.A کے عملے کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ انہیں تحائف پیش کیے۔ چونکہ وہ پاکستانی مزاج سے آشنا تھے۔ لہذا سعودیہ سے چلتے ہوئے چھوٹے چھوٹے پیکٹ بنائے۔ جن میں کھجوریں اور تسبیح تھیں۔ کراچی ائرپورٹ پر اترے تو عملے میں تقسیم کیں۔ وہ لوگ خوش ہوئے کہ نہیں حرمین شریفین سے سوغات ملی ہیں۔

طلبہ جامعہ سلفیہ کے ساتھ مشفقانہ رویہ:

صوفی احمد دین کا جامعہ سلفیہ کے ساتھ جذباتی تعلق تھا۔ جو روز اول سے شروع ہوا۔ اور تادم رگ جاری رہا۔ آپ کو طلبہ جامعہ کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ فیملی میں کوئی خوشی ہوتی تو طلبہ جامعہ کی وت کرتے۔ اور نہایت پرتکلف کھانا پیش کرتے۔ خاص کر اپنے بچوں کے ولیمے پر اساتذہ کرام کی وت تو شادی ہال میں ہوتی۔ لیکن طلبہ کے لیے جامعہ سلفیہ میں کھانا تیار کرواتے۔

عرصہ دراز تک آپ کی جانب سے ماہانہ راشن آتا تھا۔ جس میں دالیں، چاول، گھی، مصالہ ات وغیرہ شامل تھیں۔ یہ یقیناً روزانہ طلبہ کی ضیافت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے بچوں کی یہ نیکیاں دل فرمائے، خاص کر آپ کے بیٹے حاجی محمد الیاس صاحب کا بہت حصہ ہے۔

رمضان المبارک کے موقعہ پر سحری اور افطاری کا انتظام کرتے۔ طلبہ کے لیے موسم کے مطابق امان مہیا کرتے۔ اور پورے مہینے کا سامان رمضان المبارک سے قبل جامعہ میں پہنچادیتے تھے۔ لوگوں کو ی توجہ دلاتے کہ وہ خاص مناسبات پر طلبہ جامعہ کو شامل کریں۔ اور ان کے لیے کھانا بھجوائیں۔ صوفی احب کا حلقہ اثر کافی وسیع تھا۔ لہذا یہ سلسلہ چلتا رہتا۔

ساتذہ جامعہ پر اعتماد:

یوں تو صوفی صاحب تمام علماء کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ان کے درس اور خطبات سنتے تھے۔جن میں مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا محمد یوسف انور، مولانا عبدالغفور ناظم آبادی، مولانا حافظ محمد شریف کو بہت پسند فرماتے۔اور اچھے لفظوں میں ان کا تذکرہ کرتے تھے۔جامعہ کے اساتذہ پر انہی بہت اعتماد تھا۔کوئی مسئلہ درپیش ہو۔جامعہ رابطہ کرتے اور سوال پوچھتے۔بہت سے لوگ آپ کی وساطت سے جامعہ میں آتے۔خاص کر حافظ مسعود عالم، مفتی عبدالحنان، مولانا محمد یونس بٹ، حافظ عبدالعزیز علوی پر مکمل اعتماد کا اظہار فرماتے۔کسی کو بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا۔تو جامعہ سے رجوع کرنے کو کہتے۔

یونیورسٹی کے قیام میں جراتمندانہ کردار:

جامعہ سلفیہ نے اپنے مستقبل کے منصوبوں میں ایک اعلیٰ تعلیمی یونیورسٹی کے قیام کا پروگرام بنایا۔اس کے لیے زمین کا حصول اولین ذمہ داری رہی۔جس کے لیے صوفی صاحب نے بڑی بھاگ دوڑ کی۔اور حاجی محمد سعید شاہین پاور لومز والوں کے تعاون سے شیخوپورہ روڈ پر تقریباً دس ایکڑ زمین حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔رقم کی ادائیگی میں بعض مشکلات تھیں۔جس میں صوفی صاحب نے مرکزی کردار ادا کیا۔اور بڑی جرأت اور فراخ دلی سے یہ زمین اسلامک یونیورسٹی ٹرسٹ کے نام کرادی۔

جامعہ سلفیہ کی مسجد اور دیگر تعمیرات کے لیے دلچسپی:

جامعہ سلفیہ کی پرانی عمارت جب بوسیدہ ہوگئی۔اور چھتیں گرنے لگیں۔تو ان کی جگہ نئی تعمیر کا پروگرام بنایا۔اس ضمن میں ان کا اخلاقی تعاون جامعہ کو حاصل ہوا۔اسی طرح مسجد کی تعمیر نو کے موقعہ پر بھی آپ نے پوری دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔سنگ بنیاد کی تقریب میں بنفس نفیس شریک ہوئے۔اور جب پروفیسر ساجد میر صاحب امیر مرکزیہ نے افتتاحی خطبہ ارشاد فرمایا تو سب سے پہلے جامعہ میں تشریف لائے۔

صوفی احمد دین مرحوم اپنی ذات میں انجمن تھے۔بہت ہی سادہ شریف النفس تھے۔خیر خواہی اور ہمدردی کا مظاہرہ فرماتے۔معمولی کام کے لیے بھی خود ساتھ چل کر جاتے۔اللہ تعالیٰ آپ کی دین کے لیے جدوجہد قبول فرمائے۔تمام خطاؤں کو معاف فرمائے۔اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین۔